حقوقِ انسانی
قرآن و حدیث کی روشنی میں (۵)

از قلم: سید شبیر حسین زاہد

(۱۱) محتاجوں[۲۴] کے حقوق:

(ا) حُسنِ سلوک: قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے: ..... وَالْمَسَاكِينِ (النساء: ۳۶) "اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرو"۔

(ب) کھانا کھلانا: ایمان والوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ "اور اس (خدا تعالٰی) کی محبت کی وجہ سے مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"۔ (الدہر: ۸)

(ج) مسکین کی اعانت کے لئے سفارش کرنا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی محتاج اور سوالی آتا تو آپؐ صحابہؓ سے فرماتے: "تم (اسکی مدد کے لئے) سفارش کرو تو تمہیں بھی ثواب ملے گا"۔

(د) احسان جتلانے اور ریاکاری کی ممانعت: ارشادِ خداوندی ہے: "اے مسلمانو! احسان جتلا کر اور سائل کو تکلیف دے کر اپنی خیرات کو اس شخص کی طرح باطل اور ضائع نہ کرو جو ریاکاری کے لئے خرچ کرتا ہے"۔ (البقرہ: ۲۶۴)

(ہ) مسکین کے ساتھ نرمی کا رویہ: قرآن مجید میں آیا ہے: "نرمی سے جواب دے دینا اور (سائل کے اصرار سے) درگذر کرنا اس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے پیچھے تکلیف دی جائے"۔ (البقرہ: ۲۶۳)

(و) مالی امداد: قرآن کریم میں ارشاد ہے: "بلکہ نیکی تو ان کی ہے ..... اور اپنے مال کو

---

[۲۴] محتاج کے ذیل میں سائل' نادار' ضرورت مند' مسکین تمام لوگ آتے ہیں۔

اللہ کی محبّت میں رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور قیدیوں کو چھڑانے میں صرف کیا"۔ (البقرہ: ۱۷۷)

(ز) جھڑکنے کی ممانعت: قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (الضحیٰ: ۱۰) "اور سائل کو نہ جھڑکو!"۔

(ح) محتاج کی امداد و اعانت کی فضیلت: ارشادِ رسولؐ ہے: "بیواؤں اور مسکینوں کی امداد کرنے والے کا مقام وہی ہے جو غازی کا یا شب زندہ دار صائم کا ہے"۔ (بخاری)
(ط) مسکین کو خالی ہاتھ لوٹانے کی ممانعت: حضور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "سائل کو کچھ دے کر واپس کیا کرو، اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی کیوں نہ ہو"۔ (مشکوٰۃ)

(۱۲) بیمار کے حقوق[۲۵]:

(ا) دین و عبادات میں آسانی: ارشادِ خداوندی ہے: وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (النور: ۶۱) "اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں"۔ روزے کے سلسلے میں، اور غسل وغیرہ کے سلسلے میں بھی مریض کو رعایت دی گئی ہے۔

(ب) عیادت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر سات حقوق ہیں (جن میں سے ایک یہ ہے کہ) جب بیمار پڑے تو اس کی عیادت کی جائے"۔ (بخاری)

(ج) تسلّی و دعا: ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی مریض کی عیادت کرنے جاؤ تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھو، اسے تسلی و تشفی دو اور اس کی شفا کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرو"۔

(د) عیادت کے آداب: خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلے میں شور و شغب نہ کرنا چاہیے اور کم بیٹھنا چاہیے"۔ (سنن ابی داؤد)

---

[۲۵] بیمار کے ساتھ معذور بھی شامل ہیں۔ اور انہیں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت میں شامل کیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھئے سورۃ ۴۸ آیہ ۱۷، سورۃ ۲۴ آیہ ۶۱

(۱۳) غلاموں[۲۶] اور ملازموں کے حقوق:

(ا) مسلمانوں کے بھائی: حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ "لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں' انہیں اللہ نے تمہارے تصرّف میں دے رکھا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

(ب) مجموعی حکم: حضورؐ کا حکم ہے: "(آقا کو چاہئے کہ) اسے (ملازم یا غلام کو) وہ کپڑا پہنائے جو خود پہنتا ہے' اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے' زیادہ کام کی صُورت میں اس کی مدد کرے"۔ (بخاری و مسلم)

(ج) کھانے میں شرکت: ارشادِ نبویؐ ہے کہ "جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکائے ..... تو مالک کو چاہئے کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے"۔ (مسلم)

(د) حُسنِ سلوک: حضور صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "پس تم اپنی اولاد کی طرح ان کی (ملازموں اور غلاموں کی) خاطر کرو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو"۔ (ابن ماجہ)

(ہ) خوش گفتاری: خادم کو الٹ پلٹ ناموں سے نہیں پکارنا چاہئے[۲۷]' اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے[۲۸]' طعنہ زنی اور عیب چینی سے بچنا چاہئے[۲۹]۔

(و) مارنے کی ممانعت: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ "میں نے نبی کریمؐ کی خدمت میں ایک عرصہ گزارا۔ آپؐ نے تمام عمر مجھے اُف تک نہ کہا[۳۰] (مارنا تو کجا)۔ حضرت علیؓ کو آپؐ نے ایک غلام بخشا تو ساتھ ہی ہدایت کی کہ "اسے مارنا مت"۔ (مشکوٰۃ)

(ز) درگزر و معافی: صحابہؓ کے سوال پر کہ "ہم اپنے خادموں کی غلطیوں سے کتنا درگزر کریں"۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اگر دن میں ستّر مرتبہ بھی غلطی کرے تو بھی معاف کر

---

۲۶ ابتدائے اسلام کے وقت میں غلام اور کنیزیں ہوا کرتی تھیں۔آج تنخواہ دار نوکر' ملازم' گھریلو خادم' خادمہ ہوتے ہیں جو عنوانِ زیر بحث میں آئیں گے۔

۲۷ الحجرات: ۱۱

۲۸ ایضاً

۲۹ الہمزہ: ۱ ۳۰ صحیح بخاری' کتاب الادب

دو"۔ (مشکوٰۃ۔ ابو داؤد)

(ح) نرمی و آسانی: حضور ختم الرسلؐ کا ارشاد ہے: "تم اپنے ملازموں سے جتنی ہلکی خدمت لو گے اتنا ہی اجر و ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا"۔ (الترغیب و الترہیب)

(ط) آزاد کرنا: غلاموں کی آزادی پر بڑے اجر و ثواب کا تذکرہ آیا ہے[31] آزادی کے بہت سے راستے بتائے گئے ہیں[32]۔ متعدد گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی بتایا گیا ہے[33]

(ی) متعدد معاشرتی حقوق: غلاموں کے نکاح کئے جائیں[34]۔ ان سے حرام کاری نہ کروائی جائے[35]۔ غلام ماں باپ اور ان کی اولاد میں تفریق نہ پیدا کی جائے[36]۔ تہمت نہ لگائی جائے[37]

(ک) غلام یا نوکر کہنے کی ممانعت: حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے "کوئی آقا اپنے غلام کو میرا عبد (غلام) نہ کہے بلکہ "فَتَایَ" (میرا جوان) کہے"۔ (صحیح بخاری)

(۱۴) آقاؤں یا مالکوں کے حقوق:

(ا) میرا آقا یا مالک کہنے کی ممانعت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "غلام (یا نوکر) اپنے آقاؤں کو "ربّ" نہ کہیں بلکہ "مولیٰ" کہیں"۔ (صحیح بخاری)

(ب) مجموعی حقوق: نوکر یا غلام فرائض کو محنت سے ادا کریں، خیانت نہ کریں، آقا کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں، آقا کی عدم موجودگی میں اس کے مفادات کا خیال کریں۔ (بحوالہ حقوق العباد: ۱۷۳)

۳۱۔ سورۃ البلد ۱۲۔۱۳
۳۲۔ مثلاً مکاتبت، تدبیر ام ولد وغیرہ
۳۳۔ مثلاً قتل خطاء، کفارۂ ظہار، کفارۂ یمین، روزہ توڑنے کا کفارہ، ایذا دینے کا کفارہ وغیرہ
۳۴۔ سورۃ النور: ۳۲
۳۵۔ سورۃ النور: ۳۳
۳۶۔ ترمذی
۳۷۔ مسلم، بخاری

(۱۵) معلّم کے حقوق

(ا) تعظیم و توقیر: قرآن کی متعدد آیات[۳۸] اور احادیثِ[۳۹] مبارکہ میں عالم کی تعظیم و فضیلت کثرت سے بیان ہوئی ہے' جو اس بات کو مستلزم ہے کہ جس کے لئے وہ ثابت ہو اس کی دوسرے انسان بھی توقیر و تعظیم کریں۔

(ب) اقتداء: حدیث شریف میں آیا ہے: **عُلَماءُ اُمّتی کَاَنبیاءِ بنی اِسرائیل**[۴۰] اور **اِنَّ العُلماءَ وَرَثَۃُ الاَنبیاء**[۴۱] جبکہ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ انبیاء کی اقتداء کا حکم آیا ہے۔ لہٰذا انبیاءِ بنی اسرائیل کے مماثل اور انبیاء کے وارث ہونے کے سبب علماء بھی یقیناً لائقِ تقلید ہیں (بشرطیکہ ان کا علم درست ہو اور عمل مسلسل ہو)۔۔۔(دیکھئے حقوق و فرائضِ اسلام' ص ۲۳۴)

(ج) ممانعتِ توہین: حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کو صرف منافق ہی حقیر سمجھتا (اور ان کی توہین کرتا) ہے' ان میں سے ایک "عالم" بھی ہے (بحوالۂ طبرانی)

(د) مالی خدمت: درج ذیل ارشادِ نبویؐ سے معلم کتاب اللہ کی مالی خدمت کی ترغیب ملتی ہے: "جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو (ان میں) سب سے زیادہ اجرت کا استحقاق کتاب اللہ رکھتی ہے"۔ (بخاری' کتاب الطب)

(ہ) عالم کی طرف سفر: شاگرد کو چاہئے کہ وہ علم کے حصول کی خاطر عالم (استاد) کی

---

۳۸ مثلاً اِنَّمَا یَخشَی اللّٰہَ مِن عِبَادِہِ العُلَمٰٓؤُا (فاطر: ۲۸، ترجمہ "حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔) قُل ھَل یَستَوِی الَّذِینَ یَعلَمُونَ وَالَّذِینَ لَا یَعلَمُونَ (الزمر: ۹، ترجمہ "کہو کہ کہیں علم والے اور بے علم بھی برابر ہوتے ہیں؟")

۳۹ مثلاً فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم (ترجمہ "عالم کی فضیلت عابد پر اسی طرح ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر"۔ ترمذی، عن ابی امامہ الباہلیؓ) اور فَقِیہٌ واحدٌ اشدُّ علَی الشَّیطانِ مِن الفِ عابدٍ (ترجمہ "شیطان کے مقابلے میں ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے"۔ ترمذی، عن ابن عباسؓ)

۴۰ ترجمہ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مماثل ہیں"۔

۴۱ ترجمہ "بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں"۔ (ابوداؤد)

طرف جائے۔ عالم کا شاگرد کے پاس آنا اس کے اپنے حق کی پامالی ہے۔
(و) بے کار سوالات سے پرہیز: شاگرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے کار سوالات سے بچے۔ قرآن میں سیدالمعلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فضول و بے کار سوالات کی ممانعت آئی ہے۔ (دیکھئے سورۃ المائدہ' آیت ۱۰۱)
(ز) سوال پوچھنے کا احسن طریقہ : حضورؐ صاحبِ علمِ ربانی کا ارشاد ہے کہ اَحسَنُ السُّوالِ نصفُ العلم (مشکوٰۃ) "اچھے انداز میں سوال پوچھنا نصفِ علم ہے"۔

(۴) متعلم کے حقوق

(ا) معلم باکردار ہو اور متعلم کے لئے بہترین نمونہ پیش کرے۔ حضورؐ کا ارشاد عالیہ ہے کہ "میں ایک معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ (مشکوٰۃ) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کردار بے مثال و احسن نمونہ ہے۔
(ب) علم کی حفاظت: علم کی حفاظت تین طریقوں سے ممکن ہے: (۱) مصروفِ مطالعہ رہ کر (۲) علم پر عمل کر کے (۳) علم کی تشہیر کر کے[۴۲] ـــ علم کی حفاظت کر کے ہی عالم اسے آگے شاگردوں کو منتقل کر سکتا ہے۔
(ج) حسنِ سلوک : حضورؐ کا حکم ہے: "بہت سے لوگ زمین کے دور دراز حصوں سے تمہارے پاس آئیں گے' پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے اچھا سلوک کرنا" (ترمذی' کتاب العلم)۔ پھر فرمایا: "تعلیم دو اور سختی نہ کرو' کیونکہ علم سختی سے بہتر چیز ہے" (جمع الجوامع للسیوطی)۔ "عالم کا حلم اس کے علم کی زینت ہے" (مسند الفردوس)۔ "آسانی کرو اور سختی نہ کرو' لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور متنفر نہ کرو" (بخاری' کتاب العلم)

۴۲۔ "دوسروں کو پڑھانے والا اور اس (علم) پر خود عمل نہ کرنے والا اس چراغ کی طرح ہے جو صرف دوسروں کو روشنی دیتا ہے اور خود روشنی کے فائدے سے محروم رہتا ہے" (حدیث بحوالہ طبرانی)۔ "جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جو کہیں خرچ نہ ہو" (عساکر)۔ "تعلیم کو روکنا خیانت ہے' تعلیم دینا گناہوں کا کفارہ ہے" (مسند الفردوس) حضورؐ کا ارشاد ہے "علم سیکھو اور آگے سکھاؤ" (مسند دارمی)

(د) تفہیم : استاد کا فرض ہے کہ جب وہ علم دے تو اچھی طرح سمجھائے۔ حضورؐ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی بات کہتے تو تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والوں کی سمجھ میں اچھی طرح آجائے۔ (بخاری)

(۱۷) مزدور (محنت کش) کے حقوق

(ا) اجرت کی فوری ادائیگی: آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو"۔ (ابنِ ماجہ)

(ب) پوری (طے شدہ) مزدوری کی ادائیگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے روز میں تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا' جن میں سے ایک وہ ہے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پورا پورا کام لیا' مگر پھر (پوری) مزدوری ادا نہ کی"۔ (بخاری)

(ج) اجرت معقول ہو: مزدور کی ضرورت کا استحصال کرتے ہوئے ایسا نہ ہو کہ اس سے کام تو زیادہ لیا جائے' لیکن مزدوری کام کے اعتبار سے معقول و موزوں نہ ہو۔ یہ مزدور کے حق مزدوری کا غصب ہے۔

(۱۸) مستاجر کے حقوق

(ا) محنت و دیانتداری: مزدور محنتی اور دیانتدار ہو۔ قرآن کریم میں ہے : "بے شک بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور ایماندار ہو"۔ (القصص:۲۶)

(ب) دانستہ سستی و عدم توجہی کی ممانعت: قرآن کریم میں "وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ" کے الفاظ سے ایسے تمام افراد کے لئے شدید وعید آئی ہے جو کام چور ہوں' وقت ٹالیں' دانستہ سستی کا مظاہرہ کریں یا مستاجر کے وقت میں نجی امور انجام دیں[۴۳]

(۱۹) حاکم کے حقوق

(ا) اطاعت : ارشاد باری تعالیٰ ہے اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کر

۴۳۔ بحوالہ حقوق العباد ص ۳۹۸

(اللہ کے) رسول کی اور (ایسے ہی فرمانبردار رہو) ان لوگوں کے جو تم میں سے حاکم ہوں[۴۴]۔(النساء : ۵۹) البتہ حاکموں کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے تابع ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لئے کوئی اطاعت نہیں (مسلم' کتاب الامارات)۔ مزید فرمایا: "خدا اور رسول کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں' اطاعت امر معروف میں ہے"۔ (مسند بزار' مستدرک حاکم' احیاء العلوم)

(ب) **تعظیم**: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جس نے خدا کے مقرر کردہ حاکم کی بے عزتی کی اللہ تعالیٰ اس کی بے عزتی کرے گا۔ (مشکوٰۃ' ترمذی)

(ج) **تحریصِ مال اور بری سفارش کی ممانعت**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت کی ہے (ترمذی) دونوں کو جہنمی بتایا ہے (بخاری) برائی کی سفارش کرنے والے کو قرآن میں برائی کا حصہ دار قرار دیا گیا ہے (النساء: ۸۵)

(د) **غدر اور نقضِ عہد کی ممانعت**: خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: **اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ** (البقرۃ: ۱۹۱) یعنی (ایک حکومت میں) فتنہ پیدا کرنا قتل سے بھی شدید تر ہے۔ حضورؐ نے منافق کی خصلت بتائی ہے کہ جب وعدہ کرتا ہے تو توڑ دیتا ہے (بخاری و مسلم)

(ہ) **بغاوت اور فساد کی ممانعت**: قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے: **وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ** (البقرۃ: ۶۰) "اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو"۔ سورۃ الاعراف میں فرمایا گیا: **وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا** (آیت ۸۵) "اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد مت پھیلاؤ"۔

(۲۰) رعایا کے حقوق

(ا) **عدل**: ارشادِ خداوندی ہے: **اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ** (النحل: ۹۰) "بے

۴۴۔ یہاں لفظ اولی الامر استعمال ہوا ہے۔ اس میں وہ سب اشخاص شامل ہیں جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام و انتظام ہو۔ وہ اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں یا ذہنی و فکری رہنمائی کرنے والے علماء و سیاستدان، ملکی انتظام کرنے والے حکام' عدالتی فیصلہ کرنے والے جج یا قوم اور قبیلہ کے سردار (حقوق العباد' ص ۳۵۹)

شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے"۔ پھر فرمایا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ:۸) "عدل کرو' یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے"۔

(ب) خوش اخلاقی: خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ: ۸۳) "اور لوگوں سے بھلی بات کہو"۔ حضورؐ کا ارشاد ہے "ایک میٹھا بول صدقہ ہے" (بخاری)

(ج) احساسِ فرض: رعایا کا یہ حق ہے کہ حکام اپنے سرکاری وقت کو ان کی بھلائی اور خدمت میں صرف کریں۔ حضورؐ نے بیکار باتوں کا مشغلہ ترک کرنے کی تعلیم دی ہے (مشکوٰۃ' ترمذی' ابنِ ماجہ' مسند احمد' مؤطا امام مالک)

(د) خبر گیری: حضور خاتم النبیین کا ارشاد ہے "جس بندے کو اللہ اپنے بندوں کا محافظ و نگہبان ٹھہرائے اور وہ رعیت کی خیر خواہی اور خیراندیشی کے ساتھ حفاظت و نگرانی نہ کرے تو وہ بہشت کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا"۔ (بخاری و مسلم)

(ہ) حرص منصب سے بچنا: حضورؐ کا ارشاد ہے: "تم لوگ عنقریب حکومت کی حرص کروگے حالانکہ وہ قیامت کے دن ندامت اور پشیمانی کا باعث ہوگی"۔ (بخاری) حضرت ابوذرؓ غفاری کو آپؐ نے نصیحت کی کہ "تم دو شخصوں پر بھی امیر نہ بننا" (مسلم)

(و) درست فیصلہ: درست فیصلہ کرنا عوام کا حق اور حاکم کا فرض ہے۔ فیصلہ کرتے وقت عدل پیش نظر ہو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "قیامت کے روز عادل حاکم عرشِ الٰہی کے سائے تلے ہوگا۔

(ز) خیر خواہی: حضورؐ کا فرمان ہے کہ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ (مسلم' ترمذی' ابوداؤد) "دین تو نام ہی خیر خواہی کا ہے"۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: "(عوام کے ساتھ) آسانی کرنا' (انہیں) مشکل میں نہ ڈالنا' (انہیں) خوشخبری سنانا' نفرت نہ دلانا' باہم ایک دوسرے کی اطاعت کرنا' تفرقہ اور پھوٹ نہ ڈالنا" (صحیحین)۔ پھر فرمایا: "بدترین امراء وہ ہیں جو رعیت پر ظلم کریں" (مسلم)۔ پھر ارشاد ہوا: "اے اللہ! جو شخص میری امت کے کسی کام کا حاکم مقرر کیا جائے اور وہ انہیں مشقت میں ڈالے تو تو اسے مشقت میں ڈال" (مسلم)

(ح) بنیادی ضروریات کی فراہمی: حضورؐ کا ارشاد ہے: "بنیادی ضرورتیں چار ہیں۔ رہنے کے لئے گھر' جسم ڈھانپنے کو کپڑا' کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی" (ترمذی) ان کی فراہمی حکام کا فرض ہے۔

(جاری ہے)